

پھول کھلتے ہیں، کیا معلوم نہیں کہ ان کے پردے میں لاکھ جگر چاک ہوتے ہیں؟ یہ بیل کی مزاید ہی کا اثر ہے۔ جو مزاید پھول کے پردے میں لاکھوں جگر چیر کر رکھ دیتی ہے، اسے بے اثر قرار دینے کی کون سی وجہ ہے؟

۵۔ شرح۔ اہل شوق کی بقا و فنا کے بارے میں کیا پوچھتے ہو؟ یہ کوئی بیان کرنے کی چیز ہے؟ وہ لوگ تو اپنے عشق کی آگ میں خس و خاشاک کی طرح جل بجھے۔

کمال یہ ہے کہ اہل شوق اپنی آگ میں خس و خاشاک کی طرح جلتے ہیں، یعنی اُن سوکھے ہوئے تنکوں اور پتوں کی طرح، جنہیں صاف کر کے باغ سے باہر پھینک دیتے ہیں۔ یقیناً عشق کی آگ سب کو اسی طرح جلاتی ہے۔ اس کے نزدیک کسی کی بقا کوئی خاص وزن نہیں رکھتی۔ جو کچھ ذاتِ باری تعالیٰ کے سوا ہے، وہ کوڑا کرکٹ ہے اور اس کے لیے یہی زیبا ہے کہ آگ کی نذر ہو جائے عشق کی آگ یہی کام انجام دیتی ہے۔ اب رہا معاملہ بقا و فنا کا تو انھوں نے عارضی بقا سے نجات پائی اور حقیقی بقا میں گم ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا نے شعر میں بقا و فنا کا معاملہ واضح نہیں کیا۔

۶۔ شرح : خواجہ عاتق فرماتے ہیں :

”ہم نے اس کے تغافل سے تنگ آ کر شکایت کی تھی اور اس کی توجہ کے خواستگار ہوئے تھے۔ جب اس نے توجہ کی تو ایک ہی نگاہ میں ہمیں فنا کر دیا۔“

مطلب یہ کہ محبوب کے جلوے کی تاب کوئی نہیں لاسکتا۔ ہم سمجھتے تھے کہ ہم سے تغافل برتا جا رہا ہے۔ یہ شکایت لے کر محبوب کے پاس پہنچے اس نے ایک نگاہ ہم پر ڈالی، نتیجہ یہ ہوا کہ ہم خاک ہو کر رہ گئے۔

محبوب حقیقی کے جلوے کی آرزو ہر دل میں موجزن ہے، لیکن اس کے اتقا کو سنبھالنے کی ہمت کسی میں نہیں۔